# 3 مہنگائی اور زری پالیسی

## 3.1 پالیسی جائزہ

مالی سال 17ء کی تیسری سہ ماہی میں معیشت کے وسیع حالات زری پالیسی کے فیصلوں کا سبب بنتے رہے۔ جنوری میں زری پالیسی پر کیے جانے والے غور وخوض کے دوران دستیاب اعدادوشمار بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) میں کم نمو اور ساتھ ہی ہدف سے بڑی حد تک کم مہنگائی کی نشاندہی کر رہے تھے (**شکل 3.1**)۔ دوسری جانب مالی سال 17ء کی دوسری سہ ماہی اور بعد ازاں، ملکی طلب میں اضافہ دیکھنے میں آیا جو کہ بڑھتی ہوئی درآمدات، قوزی مہنگائی میں مسلسل اضافے اور نجی قرضوں میں بھرپور اضافے سے عیاں ہے۔ سال کے پہلے نصف حصے میں گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں جاری حسابات کا خسارہ تقریباً دگنا ہوگیا، نتیجتاً بینک دولت پاکستان کے زرمبادلہ کے سیال ذخائر میں کمی ہوئی۔ ان رجحانات کے پیشِ نظر زری پالیسی کمیٹی (ایم پی سی) نے پالیسی ریٹ 5.75 فیصد پر برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا۔

**شکل 3.1 (ا): ایم پی سی اجلاس کے کلیدی اظہاریے برائے جنوری 2017ء**

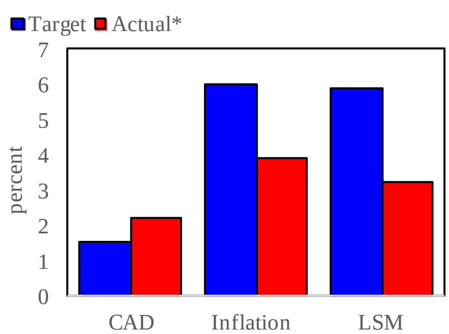


* H1 for CAD (as % of GDP) and inflation (YoY CPI); Jul-Nov for LSM

Data source: Planning Commission, PBS and SBP

**شکل 3.1 (ب): ایم پی سی اجلاس کے کلیدی اظہاریے برائے مارچ 2017ء**

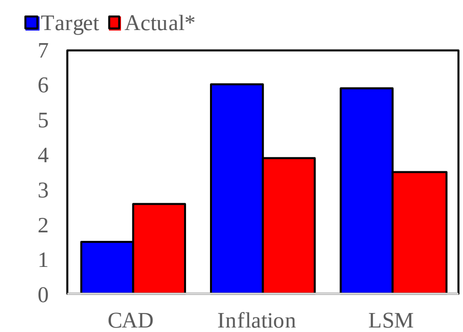


* Jul-Feb for CAD and inflation; Jul-Jan for LSM

مارچ 2017ء میں ایم پی سی کا اگلا اجلاس منعقد ہونے تک بیرونی شعبے کی مشکلات مزید بڑھ گئی تھیں۔ اگرچہ مالی سال 17ء کی پہلی ششماہی کی اوسط کے مقابلے میں جولائی تا فروری کے دوران مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت میں تبدیلی نہیں ہوئی تھی، فروری 2017ء میں سال بسال

مہنگائی (4.2 فیصد)، اور مخفی طلبی دباؤ جس کا اظہار قوزی مہنگائی کے پیمانوں سے ہوتا ہے، اس امر کی غمازی کرتے ہیں کہ مہنگائی میں اضافے کا رجحان جاری رہنے کے قوی امکانات ہیں۔[2،1] دریں اثنا دسمبر 2016ء اور جنوری 2017ء میں ایل ایس ایم میں بہت واضح اتار چڑھاؤ دیکھنے میں آیا، جس کے باعث پالیسی سازوں کے لیے بے یقینی میں اضافہ ہوا۔[3] لہٰذا، معاشی استحکام کی خاطر ایم پی سی نے سابقہ پالیسی ریٹ برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا۔

**جدول 3.1 : زری مجموعوں میں تبدیلیاں**

رقوم اربوں روپے میں

| | تیسری سہ ماہی | | جولائی تا مارچ | |
|---|---|---|---|---|
| | م س16ء | م س17ء | م س16ء | م س17ء |
| زرِ بنیاد | 99.3 | 50.3 | 433.6 | 314.3 |
| زرِ وسیع (ایم ٹو) | 197.9 | 110.2 | 677.6 | 756.1 |
| ا) خالص بیرونی اثاثے | -66.7 | -264.2 | 83.8 | -284.8 |
| بینک دولت پاکستان | -38.3 | -189.7 | 141.4 | -155.2 |
| جدولی بینک | -28.5 | -74.5 | -57.6 | -129.7 |
| ب) خالص ملکی اثاثے | 264.6 | 374.4 | 593.8 | 1,040.9 |
| میزانی قرض گیری☆ | 354.8 | 287.6 | 538.0 | 694.7 |
| بینک دولت پاکستان | -96.3 | -100.5 | -525.5 | 792.2 |
| جدولی بینک | 451.1 | 388.0 | 1,063.5 | -97.5 |
| نجی شعبے کو قرضہ | 27.7 | 77.9 | 323.4 | 438.6 |
| سرکاری شعبے کے اداروں کو قرضہ | 11.1 | 114.0 | 11.7 | 197.0 |
| دیگر اجزا (خالص) | -60.9 | -24.6 | -178.1 | -166.9 |

☆نقد بنیادوں پر

ماخذِ اعداد و شمار: بینک دولت پاکستان

کم پالیسی ریٹ برقرار رکھنے کا فیصلہ نجی شعبے کے قرضے کی نمو میں مستحکم اضافے کے لیے مددگار رہا، جس میں مالی سال 17ء کی دوسری سہ ماہی میں زبردست تیزی آئی تھی۔ پالیسی کے ذریعے یہ معاونت اس لیے ضروری تھی کہ بینکوں کی حالیہ قرض گاری کا بڑا حصہ فرموں کے سرمایہ جاتی اخراجات پورے کر رہا ہے۔ مالی سال 17ء میں جولائی تا مارچ کے دوران بھی کاروباری اداروں کے قرضوں میں مجموعی اضافے کا 42 فیصد معینہ سرمایہ کاری قرضوں پر مشتمل تھا۔

کم شرح سود کا براہ راست نتیجہ ہونے کے علاوہ اس رجحان کے باعث سرمایہ کاری کے ماحول میں بہتری آئی جس کا اظہار ملک کے خطرے کے متعلق تاثر اور توانائی کی صورت حال میں بہتری سے ہوتا ہے۔ جولائی تا مارچ مالی سال 17ء میں گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں چینی، کپاس، تیار ملبوسات، سیمنٹ، اسٹیل، ڈیری،

[1] مالی سال 17ء کی پہلی ششماہی اور جولائی تا فروری مالی سال 17ء دونوں کے دوران سال بسال مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت کی اوسط 3.9 فیصد رہی ہے۔

[2] فروری 2016ء کی 4.5 فیصد کے مقابلے میں فروری 2017ء میں غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی بڑھ کر 5.3 فیصد ہوگئی۔

[3] دسمبر 2016ء میں بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں سال بسال بنیاد پر 7.4 فیصد اضافہ ہوا جبکہ جنوری 2017ء میں سال بسال بنیاد پر اس میں 1.1 فیصد نمو ہوئی۔

پیٹرولیم ریفائنریز اور کھاد جیسے بڑے شعبوں نے معینہ سرمایہ کاری قرضوں سے زیادہ استفادہ کیا۔ دریں اثنا خام مال کی بلند قیمتیں اور بہتر دستیابی (جیسے گنا اور کپاس) متعلقہ صنعتوں کی جانب سے جاری سرمائے کے قرضوں کو بڑھانے کا باعث بنی۔

رسد کے لحاظ سے سال کے دوران زیادہ امانتیں جمع ہونے اور حکومت کی جانب سے کمرشل بینکوں کو خالص واپسی کے باعث بینک اس طلب کو بہتر طور پر پورا کرسکتے تھے۔ اگرچہ مالی سال17ء کی تیسری سہ ماہی میں حکومت کو بینکوں کی قرض گاری میں اضافہ ہوا، اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑا کیونکہ یہ عرصہ حسبِ معمول نجی شعبے کے قرض کا سائیکل مکمل ہونے کا تھا۔ ان اہم ذیلی شعبوں کی موسمی ضروریات کے باوجود سہ ماہی کے دوران نجی شعبے کے مجموعی قرضے میں صحت مندانہ اضافہ ہوا۔ نتیجتاً، مالی سال17ء میں جولائی تامارچ کے دوران نجی شعبے کے خالص قرضوں میں گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں36 فیصد اضافہ ہوا(**جدول 3.1**)۔

بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں پر اس ٹھوس اضافے کے اثر کو نمو پذیر مالیاتی موقف بالخصوص حکومت کی جانب سے ترقیاتی اخراجات میں اضافے سے تقویت ملی۔ بینکاری نظام خاص طور پر اسٹیٹ بینک سے میزانی قرض گیری گذشتہ برس سے زائد رہی، اس کا سبب بیرونی اور غیر بینک ملکی مالکاری کی جانب سے بڑھتے ہوئے مالیاتی خسارے کو پورا نہ کرپانا تھا۔ اس عرصے کے دوران ایک متعلقہ اور اہم پیش رفت سرکاری شعبے کے اداروں (پی ایس ایز) (خصوصاً توانائی سے متعلقہ) کو قرضوں کی فراہمی میں اضافہ تھا۔ اسی امر کو گردشی قرضے کے دوبارہ ابھرنے کی وجہ قرار دیا جاسکتا ہے، جس نے بظاہر توانائی کی پوری رسدی زنجیر میں سیالیت کی صورت حال کو سخت کردیا۔

اس کے نتیجے میں بینکاری نظام کے مجموعی خالص ملکی اثاثے گذشتہ برس کے مقابلے میں 75 فیصد زیادہ تھے۔ اس لیے زرِ وسیع کی نمو کی رفتار بڑھانے کے لیے ماحول بن چکا تھا مگر یہ ہونہ سکا، جولائی تامارچ مالی سال17ء کے دوران ایم2 کی نمو قدرے کم رہی اور گذشتہ برس کے مقابلے میں تیسری سہ ماہی میں اور بھی سُست روی کا شکار رہی۔[4] بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں کمی نے اس سُست روی کی پوری طرح وضاحت کردی، جو کہ 2017ء میں لگاتار تیسری سہ ماہی میں جاری رہی۔ اس کمی کی عکاسی بیرونی کھاتے کے بڑھتے ہوئے خسارے سے ہوتی ہے(**باب5**)۔

[4] جولائی تامارچ مالی سال17ء میں زرِ وسیع میں 5.9 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس یہ اضافہ 6.0 فیصد تھا۔ تاہم مالی سال17ء کی تیسری سہ ماہی میں ایم ٹو کی شرح نمو (1.7 فیصد) مالی سال16ء کی تیسری سہ ماہی کے مقابلے میں تقریباً نصف(0.8 فیصد) رہی ہے۔

شکل3.2(ا)ٹی بلز کا خاکہ نیلامی

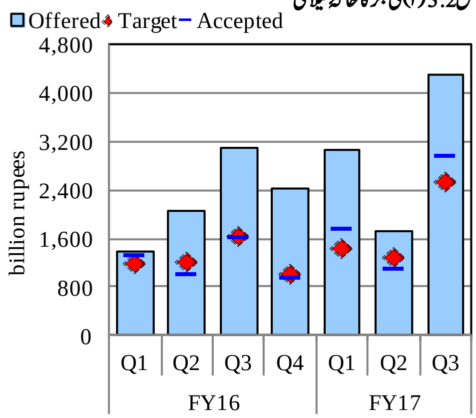


Data source: State Bank of Pakistan

شکل3.2 (ب) پی آئی بیز کا خاکہ نیلامی

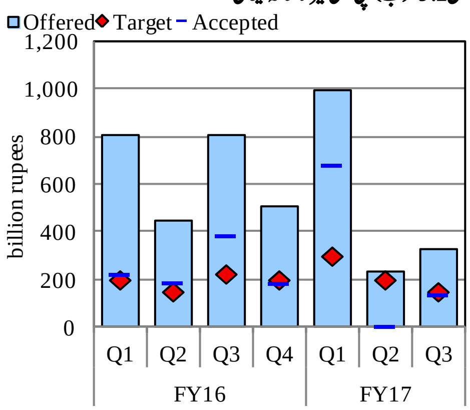


Data source: State Bank of Pakistan

پس عملاً جولائی تا مارچ مالی سال 17ء کے دوران ملک کے انتظامِ زر پر بیرونی عدم توازن کے رجحانات کا اثر پڑا۔ اگرچہ قلیل مدت میں ان رجحانات کے قائم رہنے کا امکان ہے، تاہم اسٹیٹ بینک معاشی استحکام اور نمو کے درمیان توازن قائم رکھے گا۔ یہاں اس بات کا اعادہ ضروری ہے کہ نمو کے لیے سازگار اقدامات کے موثر ہونے کا انحصار معیشت کی مستحکم صورت حال پر ہے۔

## 3.2 بازارِ زر کی پیش رفتیں

گذشتہ سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 17ء کی تیسری سہ ماہی میں بین البینک منڈی میں سیالیت کے حالات قدرے سخت تھے۔ اس کا بلاواسطہ تعلق حکومت کے میزانی قرض گیری طریقہ کار میں تبدیلی سے تھا، بنیادی طور پر اسٹیٹ بینک سے قرض گیری اور جدولی بینکوں کو واپسی کے بجائے (جیسا کہ مالی سال 17ء کی پہلی ششماہی میں ہوا تھا)، سہ ماہی کے دوران حکومت نے جدولی بینکوں سے قرضے لیے۔ جس کے نتیجے میں تیسری سہ ماہی میں شبینہ ریٹس اوسطاً پالیسی ریٹس سے 8 بیسس پوائنٹس اوپر رہے، جبکہ گذشتہ سہ ماہی میں تقریباً 2 بیسس پوائنٹس رہے تھے۔ کمرشل بینکوں نے بھی زیادہ تواتر کے ساتھ اسٹیٹ بینک کی معکوس ریپو سہولت سے استفادہ کیا۔[5]

[5] مالی سال 17ء کی تیسری سہ ماہی میں کمرشل بینکوں نے اسٹیٹ بینک کی معکوس ریپو سہولت سے 8 یوم استفادہ کیا، جبکہ دوسری سہ ماہی میں اس سہولت سے 6 یوم استفادہ کیا گیا تھا۔ حجم کے اعتبار سے بینکوں نے مالی سال 17ء کی دوسری سہ ماہی کے 65.6 ارب روپے کے مقابلے میں اسی سال کی تیسری سہ ماہی میں 160.8 ارب روپے کے قرضے لیے۔

ان حالات میں سیالیت کے انتظام کے ضمن میں اسٹیٹ بینک کی مداخلت ضروری ہوگئی۔ بالخصوص بازارِ زر کے سودوں کے ادخالات کے واجبات کی سطح دسمبر 2016ء کے اختتام پر 800 ارب روپے سے بڑھ کر مارچ 2017ء کے اختتام پر 1100 ارب روپے ہوگئی، جس میں دوسری سہ ماہی کے دوران نمایاں کمی ہوئی تھی۔[6] سیالیت کے اس موثر انتظام سے وسط تا طویل مدت کے ریٹس میں استحکام کو فروغ ملا، مثال کے طور پر جولائی تا مارچ مالی سال 17ء میں ششماہی کائبور خاصا مستحکم (تقریباً 6.1 فیصد) رہا۔

حکومتی قرض گیریوں سے رجوع کرتے ہوئے بینکوں نے سہ ماہی کے دوران تمام ٹی بلز نیلامیوں میں بھرپور شرکت کی۔ تیسری سہ ماہی میں ٹی بلز کی سات نیلامیوں کے دوران جدولی بینکوں نے نیلامی کے اہداف سے زیادہ بولیاں دیں (**شکل 3.2 ،الف**)۔ حکومت نے نیلامی سے مجموعی طور پر 441.3 ارب روپے (عرصیت منہا کرنے کے بعد) کی رقم حاصل کی۔((7))[7] جدولی بینکوں کی جانب سے واضح طور پر قلیل مدتی ٹی بلز (3 اور 6 ماہ) کو ترجیح دی گئی، جو ان کی شرح سود کم ترین سطح پر چلے جانے کی عکاسی کرتا ہے۔

**شکل 3.3 : تین سالہ مدت کے پی آئی بیز کے لیے بولیوں کا رجحان**

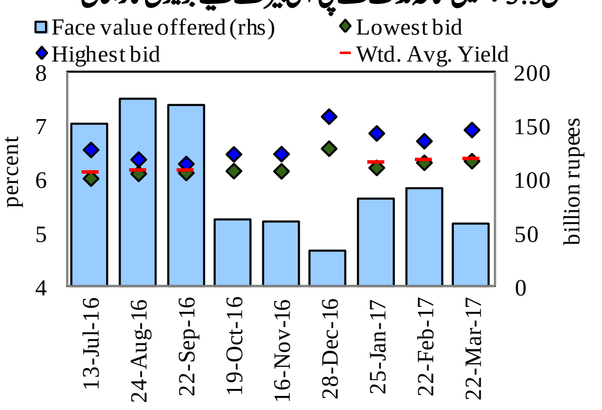


Data source: State Bank of Pakistan

اس توقع کی عکاسی پی آئی بی کی نیلامیوں میں بھی ہوئی، جن میں بینکوں کی شرکت ٹی بلز سے قدرے کم رہی تھی۔ تاہم دسمبر 2016ء کے برعکس جب ایک نیلامی میں بینکوں نے بہت انتہائی بلند ریٹس پر بہت کم بولی دی تھی، مالی سال 17ء کی تیسری سہ ماہی میں تینوں نیلامیاں کامیابی سے ہمکنار ہوئیں (**شکل 3.2،ب**)۔ نہ صرف بینکوں نے رقوم کی پیشکشوں کو بڑھادیا (خاص طور پر جنوری اور فروری کی نیلامیاں) بلکہ جس ریٹ پر بولی دی وہ بھی سابقہ قطع یافتوں کے مقابلے میں خاصا معقول تھا (**شکل 3.3**)۔ مالی سال 17ء کی

[6] ستمبر 2016ء کے اختتام پر اوایم او ادخالات کے واجبات کی سطح 1147.3 ارب روپے تھی جبکہ مارچ 2016ء کے اختتام پر یہ حجم 1001 ارب روپے تھا۔

[7] عرفی مالیت میں مسابقتی و غیر مسابقتی دونوں بولیاں شامل ہیں۔

تیسری سہ ماہی میں حکومت نے مجموعی طور پر پی آئی بیز سے 150 ارب روپے کے ہدف کے تعاقب میں 132.4 ارب روپے (عرصیت منہا کرکے) حاصل کیے۔ یہ نتیجہ گذشتہ سہ ماہی کی ختم ہو جانے والی نیلامیوں سے خاصا مختلف تھا۔

### 3.3 زری مجموعے

**سیکشن 3.1** میں جن پیش رفتوں کا پہلے ذکر کیا جاچکا ہے، ان کے علاوہ زری مجموعوں میں مندرجہ ذیل تبدیلیاں قابل ذکر ہیں:

I ۔مالی سال 17ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران زرِبنیاد کی نمو سُست ہو گئی، اور رقوم کے بہاؤ میں گذشتہ سال کے مقابلے میں صرف نصف اضافہ ہوا (**جدول 3.2**)۔ سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کے خالص ملکی اثاثوں میں بہت زیادہ اضافہ ہونے کے باوجود یہ سست روی دیکھی گئی۔ مرکزی بینک نے بین البینک میں کافی سیالیت کو یقینی بنانے کے لیے اوایم او ادخالات بڑھادیے۔ خالص ملکی اثاثوں کے اندر میزانی قرض گاری میں کمی آئی کیونکہ حکومت نے کمرشل بینکوں سے قرضے لیے۔ تاہم سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کے روبہ زوال خالص بیرونی اثاثے (**سیکشن 3.1** میں تذکرہ موجود ہے) بالآخر زرِبنیاد کی نمو میں سُستی کا اہم عنصر ثابت ہوئی کیونکہ اسٹیٹ بینک بازارِ مبادلہ میں اتار چڑھاؤ کم کرنے کے لیے کوشاں رہا۔[8]

جدول 3.2 : زرِبنیاد پر اثرانداز ہونے والے عوامل

رقوم اربوں روپے میں

| | م س16ء کی تیسری سہ ماہی | م س17ء کی تیسری سہ ماہی | جولائی تا مارچ م س16ء | جولائی تا مارچ م س17ء |
|---|---|---|---|---|
| ا) سرکاری شعبہ، جس میں سے | -96.6 | -111.3 | -534.9 | 804.2 |
| میزانی قرض گیری | -98.6 | -113.6 | -534.6 | 801.6 |
| ب) غیر سرکاری شعبہ، جس میں سے | 1.8 | 14.1 | 22.5 | 97.4 |
| جدولی بینکوں پر دعوے | 1.1 | 13.6 | 22.1 | 93.8 |
| ج) دیگر اجزا (خالص)، جس میں سے | 232.4 | 337.2 | 804.6 | -432.1 |
| اوایم او ادخال / معکوس ریپو | 162.9 | 298.7 | 640.4 | -408.4 |
| د) اسٹیٹ بینک کے این ڈی اے (ا+ب+ج) | 137.6 | 240.0 | 292.2 | 469.5 |
| ہ) اسٹیٹ بینک کے این ایف اے | -38.3 | -189.7 | 141.4 | -155.2 |
| زرِبنیاد | 99.3 | 50.3 | 433.6 | 314.3 |

ماخذِ اعدادوشمار: بینک دولت پاکستان

[8] مالی سال 17ء کی تیسری سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں 17.8 فیصد کمی ہوئی جبکہ مالی سال 16ء کی تیسری سہ ماہی میں 4.2 فیصد کمی آئی تھی۔

II۔ سرکاری شعبے کے اداروں (پی ایس ایز) کی جانب سے جولائی تا مارچ مالی سال16ء کے مقابلے میں رواں برس کے اسی عرصے کے دوران تقریباً 17 گنا زائد قرضے لیے گیے۔ مالی سال17ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران پی ایس ایز کی قرض گیری کا حجم (114.0 ارب روپے) سہ ماہی بنیادوں پر مالی سال12ء کی تیسری سہ ماہی سے اب تک قرضوں کے سب سے زیادہ استعمال کا عکاس ہے۔ توانائی سے متعلقہ اداروں کا ان قرضوں میں حصہ تقریباً78 فیصد تھا۔ تیسری سہ ماہی کے دوران سرکاری شعبے کے بڑے قرض گیر اداروں میں واپڈا نے 16-2015ء میں پنجاب حکومت کو ہائیڈل نفع کی ادائیگی کے لیے 38 ارب روپے کی مالکاری کا بندوبست کیا، پاور ہولڈنگ پرائیویٹ لمیٹڈ نے بجلی کے شعبے کے واجبات کی چکتائی کے لیے 30 ارب روپے کا قرضہ لیا، اور پی ایس او (جس کی درجہ بندی پی ایس ای میں کی گئی ہے) نے گردشی قرضے کے باعث سیالیت کی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے 15.3 ارب روپے کی مالکاری حاصل کی۔

شکل 3.4 : توانائی اور ٹیکسٹائل شعبے کے قرضوں کا انفیکشن تناسب

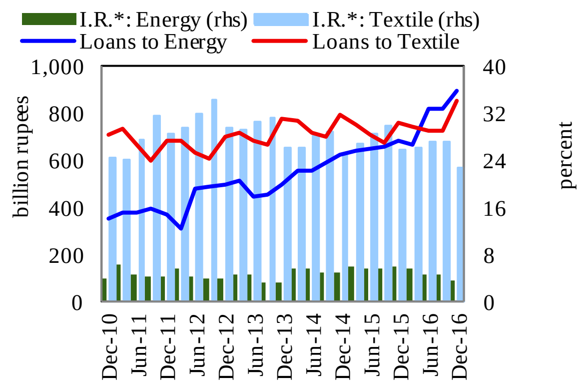


Data source: SBP Financial Stability Report 2016

شکل 3.5 : نجی شعبے کو فراہم کردہ قرضہ (جولائی تا مارچ)

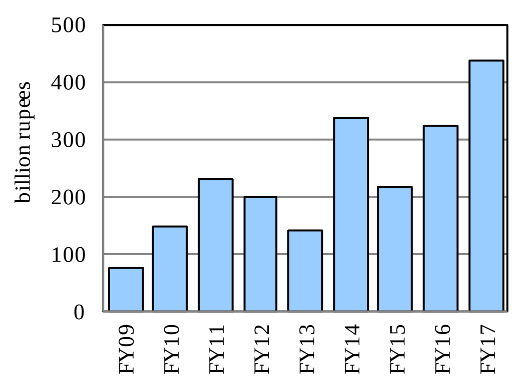


Data source: State Bank of Pakistan

III۔ درج بالا کا جزوی نتیجہ یہ ہے کہ مالی سال14ء سے اب تک توانائی کے شعبے کے لیے جدولی بینکوں کے اکتشاف میں نمایاں اضافہ ہوا۔ جون 2015ء میں توانائی کے شعبے میں قرضوں کے ارتکاز نے روایتی طور پر سب سے بڑے قرض گیر

شعبہ ٹیکسٹائل پر سبقت حاصل کرلی تھی۔ شعبہ توانائی کے قرضے عام طور پر کم خطرے کے حامل (اکثریت کو حکومتی ضمانت حاصل ہوتی ہے) ہوتے ہیں، اور یہ امر جدولی بینکوں کی جانب سے اس شعبے کو بھرپور قرض گاری کی وضاحت کرتا ہے (**شکل 3.4**)۔ سرکاری انفراسٹرکچر کے ہمراہ بننے والے توانائی کے منصوبے قرضہ جاتی ساکھ کے اعتبار سے اتنے ہی محفوظ ہوتے ہیں جتنے حکومتی پیپرز۔

## 3.4 نجی شعبے کو قرضوں کی فراہمی

مالی سال 17ء میں بینکوں کی جانب سے بازارِ قرض میں دوبارہ متحرک ہونے کا سلسلہ جاری رہا۔ گذشتہ 4 میں سے 3 برسوں میں قرضوں کی فراہمی 300 ارب روپے کی سطح عبور کرچکی ہے (**شکل 3.5**)۔ اس ضمن میں طلب و رسد دونوں عوامل کارفرما اور بہتر معاشی حالات کے عکاس رہے، جیسا کہ سی پیک سے سرمایہ کاری کے امکانات روشن ہونے اور سیکورٹی صورت حال میں بہتری سے ظاہر ہے۔[9]

رسد کے اعتبار سے، بینکوں کے پاس سیالیت کی وافر دستیابی نے بھی قرضوں کے زائد استعمال میں کردار ادا کیا۔ امانتوں کے بھرپور طور پر زائد جمع ہونے، حکومت کی بینکوں سے کم قرض گیری اور زرِاعانت کی حامل ایس بی پی قرض نوما کاری اسکیموں میں تبدیلیوں کے باعث جولائی تا مارچ مالی سال 17ء کے دوران بینکوں کی قرضے دینے کی اہلیت میں اضافہ ہوا۔[10] سرمایہ کاری کے مواقع اور اثاثہ جاتی معیار میں فائدوں کی بابت مستقبل کے بہتر امکانات نے بھی قرض کے جزدانوں کو وسعت دینے کے حوالے سے بینکوں کی حوصلہ افزائی کی۔[11]
کاروباری شعبے کے لیے قرضے میں اضافہ تمام زمروں جیسے جاری سرمایہ، معینہ سرمایہ کاری اور تجارت و مالیات میں نظر آیا ہے (**جدول 3.3**)۔

[9] مالی سال 15ء کے دوران بھی نجی کاروباری اداروں کے معینہ سرمایہ کاری قرضے نمایاں رہے، بظاہر اجناس کے روبہ زوال نرخوں کے پس منظر میں جاری سرمائے کے قرضوں کی کم طلب اس قرضے میں سُست روی کا باعث بنی۔ مجموعی طور پر مالی سال 14ء تا 17ء میں دیکھا جانے والا رجحان مالی سال 09ء تا 13ء کی قدرے پرسکون کیفیت کے برعکس ہے، جس میں جولائی تا مارچ کے دوران قرضے کا حجم محض 200 ارب روپے تک پہنچا تھا۔

[10] مالی سال 17ء کے دوران بینکوں کی امانتوں کا حجم 604.9 ارب روپے رہا، 2010ء سے اب تک امانتوں کی یہ بلند ترین سطح ہے، اس کے مقابلے میں گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران بڑی حد تک کم 217.5 ارب روپے کی سرگرمی دیکھی گئی تھی۔

[11] اس نکتے کی بنیاد کمرشل بینکاروں کے ساتھ ہونے والا تبادلہ خیال ہے، جو کہ سرمایہ کاری کے مواقع، نفع اور خالص قرضوں میں خالص غیر فعال قرضوں کے تناسب سے متعلق تھا، جو مارچ 2015ء میں 2.8 فیصد سے کم ہو کر مارچ 2017ء میں 1.6 فیصد ہو گیا۔

**جدول3.3 : نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے کی فراہمی**

ارقوم اربوں روپے میں

| | کُل قرض | | جاری سرمایہ | | معینہ سرمایہ کاری | | تجارتی مالکاری | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | م س16ء | م س17ء | م س16ء | م س17ء | م س16ء | م س17ء | م س16ء | م س17ء |
| **نجی کاروباری اداروں کے لیے کُل قرض** | **249.0** | **368.4** | **65.4** | **150.9** | **140.3** | **155.1** | **43.3** | **62.4** |
| جس میں سے | | | | | | | | |
| 1. اشیاسازی | 206.4 | 259.7 | 116.5 | 104.5 | 34.1 | 97.8 | 55.7 | 57.4 |
| چینی | 56.9 | 101.1 | 51.7 | 79.3 | 4.7 | 15.5 | 0.4 | 6.2 |
| ٹیکسٹائل | 82.5 | 87.0 | 58.0 | 35.5 | 9.3 | 26.2 | 15.1 | 25.3 |
| تیار ملبوسات | 4.8 | 13.2 | -0.6 | 0.4 | 1.0 | 4.3 | 4.4 | 8.5 |
| سیمنٹ | -2.0 | 11.7 | -3.0 | -0.8 | 0.1 | 8.7 | 0.9 | 3.8 |
| ڈیری مصنوعات | -1.7 | 10.3 | -0.3 | 8.5 | -1.8 | 2.0 | 0.4 | -0.1 |
| صاف شدہ پیٹرولیم مصنوعات | 9.3 | 9.5 | 0.9 | 8.6 | -6.1 | 4.2 | 14.5 | -3.4 |
| کھاد | 28.2 | -14.7 | 19.5 | -26.7 | 5.9 | 10.9 | 2.7 | 1.0 |
| 2. بجلی، گیس وپانی کی رسد | 39.8 | 38.3 | 13.0 | 21.7 | 31.9 | 14.2 | -5.1 | 2.4 |
| بجلی کی پیداوار، ترسیل و تقسیم | 37.8 | 39.5 | 12.7 | 22.1 | 30.1 | 15.0 | -5.0 | 2.3 |
| 3. تعمیرات | 26.7 | 22.4 | -2.6 | 7.4 | 28.1 | 15.8 | 1.3 | -0.8 |
| سڑکیں | 14.7 | 12.1 | 0.6 | 4.8 | 13.8 | 8.4 | 0.3 | -1.1 |
| 4. تجارت وکاروبار | 11.3 | 19.3 | 4.0 | 21.0 | 7.1 | -0.3 | 0.1 | -1.4 |
| خردہ کاروبار | 10.6 | 19.3 | 3.3 | 18.2 | 5.0 | -1.4 | 2.3 | 2.5 |
| 5. کان کنی وکھدائی | -1.3 | 11.8 | -2.7 | -0.2 | 1.7 | 9.3 | -0.3 | 2.7 |
| 6 . رئیل اسٹیٹ | 7.1 | 7.6 | 3.2 | -2.5 | 1.0 | 6.4 | 3.0 | 3.7 |
| 7. کمیونٹی اور سماجی خدمات | 7.1 | 0.6 | 6.1 | 1.9 | 1.2 | -0.2 | -0.1 | -1.1 |
| 8. زراعت | -1.4 | 0.1 | -7.4 | 2.7 | 6.1 | -2.4 | -0.1 | -0.2 |
| 9. ٹرانسپورٹ، ذخیرہ خانہ اور مواصلات | 20.9 | -0.6 | -9.2 | -9.4 | 30.2 | 8.8 | 0.0 | -0.1 |
| 10. تعلیم | 1.5 | -6.2 | -0.1 | 0.1 | 1.6 | -6.3 | 0.0 | 0.0 |

اعدادوشمار کاماخذ: بینک دولت پاکستان

سب سے زیادہ قرض روایتی بینکوں نے ہی دیا تاہم اسلامی بینکوں اور روایتی بینکوں کی اسلامی بینکاری کی شاخوں (آئی بی بیز) کے قرضوں کے بہاؤ میں بھی اضافہ ہوا (36.7 فیصد سے 43.9 فیصد)[12]۔

[12] روایتی بینکوں کے برعکس اسلامی بینکوں (آئی بیز) اور اسلامی بینکاری کی شاخوں (آئی بی بیز) کے لیے سرمایہ کاری کے موقعوں کی کمی نظر آتی ہے، اور حکومت کی جانب سے اجارہ صکوک کی کبھی کبھار نیلامی سے اس میں مزید کمی ہوئی۔ لہٰذا، آئی بی اور آئی بی بیز کو بازارِ قرض میں روایتی بینکوں سے شدید مسابقت کا سامنا ہے۔

### اشیاساز اداروں کے قرضوں کے زمرے میں چینی کے شعبے کی سبقت رہی

جولائی تا مارچ مالی سال 17ء کے دوران نجی کاروبار کے لیے قرضوں میں اشیاساز ادارے 70 فیصد سے زائد حصے کے ساتھ حاوی رہے۔ تاہم ماضی کے برخلاف جب شعبہ ٹیکسٹائل بازارِ قرض پر حاوی رہا تھا جولائی تا مارچ مالی سال 17ء میں چینی کے پیداواری اداروں کا اشیاسازوں کے قرض کے زمرے میں کہیں زیادہ حصہ تھا۔ ان اداروں کی جانب سے جاری سرمائے کے قرضوں کی زائد طلب کا سبب اس موسم میں گنے کی متاثر کن فصل ہونا تھا۔ مزید برآں اس شعبے نے دستیاب اضافی اجناس اور برآمدی مواقعوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے تجارت سے متعلق قرضوں میں بھی اضافہ کر دیا۔

### سرمایہ جاتی اخراجات سے طویل مدتی قرضوں کو تحریک ملی

کئی شعبوں میں بینکوں سے زیادہ طویل مدتی مالکاری کے حصول کا رجحان دیکھا گیا۔ مثال کے طور پر ٹیکسٹائل کے شعبے میں معینہ سرمایہ کاری مقاصد کے قرضے پچھلے برس سے زیادہ رہے۔[13] ایک اہم عنصر اسٹیٹ بینک کی اعانتی مالکاری اسکیم میں ترمیم تھی جس کے ذریعے (i) صرف ٹیکسٹائل کے شعبے کے لیے مارک اپ شرح (آخری صارف) 6 فیصد سے گھٹا کر 5 فیصد کر دی گئی؛[14] اور (ii) پورے اسپننگ اور جننگ کے ذیلی شعبوں کو طویل مدتی مالکاری سہولت اسکیم (ایل ٹی ایف ایف) سے استفادہ کرنے کا استحقاق دے دیا گیا۔[15،16] جولائی تا مارچ م س 17ء

[13] حکومت نے شعبہ ٹیکسٹائل کو کئی مراعات فراہم کی ہیں، جن میں مشینری کی درآمد پر سیلز ٹیکس سے استثنا بھی شامل ہے۔ نتیجتاً، ٹیکسٹائل مشینری کی درآمدات جولائی تا مارچ مالی سال 16ء میں 34.6 ارب روپے سے بڑھ کر جولائی تا مارچ مالی سال 17ء میں 42 ارب روپے ہو گئیں۔ درآمدات کا ارتکاز م س 17ء کی تیسری سہ ماہی میں رہا اور بنیادی طور پر بُنائی، دھاگہ سازی، لومز، وائنڈنگ، کڑھائی و دیگر آلات میں ہوئیں (تفصیلات کے لیے **باب 5** ملاحظہ کیجیے)۔

[14] جولائی 2015ء میں ایس بی پی نے تمام شعبوں کے لیے ایل ٹی ایف ایف اسکیم کا اینڈ یوزر مارک اپ 7.5 فیصد سے کم کرکے 6 فیصد کر دیا۔ تاہم نومبر 2015ء سے اس ریٹ کو شعبہ ٹیکسٹائل کے لیے مزید کم کرکے 5 فیصد کر دیا گیا۔

[15] فی الوقت اسٹیٹ بینک بینکوں / ترقیاتی مالی اداروں (ڈی ایف آئیز) سے ان قرضوں کی 100 فیصد نومالکاری کر رہا ہے، جو ایل ٹی ایف ایف اسکیم کے تحت (مکمل) دھاگہ سازی اور جننگ کے شعبوں میں برآمدی منصوبوں سے متعلق مقامی اور درآمدی نئے پلانٹ / مشینری کی خریداری کے لیے دیے جاتے ہیں۔ قبل ازیں، اسٹیٹ بینک صرف 50 فیصد تک کی نومالکاری کر رہا تھا، اور وہ بھی دھاگہ سازی کے شعبے کے مخصوص 6 پراسیسز کے لیے (تفصیلات کے لیے آئی ایچ اینڈ ایس ایم ای ایف ڈی کا 2015ء کا سرکلر نمبر 18 ملاحظہ کیجیے، مورخہ 30 اکتوبر 2015ء)۔

[16] جولائی تا مارچ مالی سال 17ء کے دوران ایل ٹی ایف ایف کے تحت دھاگہ سازی کے شعبے نے 19.7 ارب روپے کا قرضہ لیا، جبکہ اس کے مقابلے میں جولائی تا مارچ مالی سال 16ء میں 3.2 ارب روپے کی خالص واپسی ہوئی تھی۔ جولائی تا مارچ مالی سال 17ء میں دھاگہ سازی کی مشینری (بشمول وائنڈنگ پراسس کے لیے مشینری) کی درآمد کا حجم 92.4 ملین ڈالر رہا، جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 16ء میں یہ حجم 46.7 ملین ڈالر رہا تھا۔

میں معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں 90 فیصد سے زیادہ اضافہ ایل ٹی ایف ایف اسکیم کے تحت ہوا۔ اسی طرح سیمنٹ کے شعبے میں انفراسٹرکچر منصوبوں اور میگاہاؤسنگ اسکیموں کے آغاز سے ملکی پیداوار اور رسدی ترسیلات میں متاثر کن نمو کو تحریک ملی۔ اس طلب کو پورا کرنے کے لیے مقامی سیمنٹ سازوں نے اپنی استعداد بڑھانے کے لیے بھرپور توسیعی منصوبے شروع کیے ہیں۔ مزید برآں، شکر، کھاد، ڈیری، اسٹیل اور پٹرولیم کی صفائی کے شعبوں کی فرموں نے بھی طویل مدتی قرضے لیے ہیں۔ [17]

### سی پیک سے متعلق قرضے جاری رہے

علاوہ ازیں سی پیک کی سرگرمیوں کا اثر بجلی، سڑکوں کے انفراسٹرکچر اور سیمنٹ کے شعبوں میں قرضے کے حوالے سے پیش رفت پر پڑا۔ اول الذکر دونے م س 17ء کے دوران خاصے حجم کے قرضوں کا حصول جاری رکھا جیسا کہ انہوں نے گذشتہ سال کیا تھا۔ تاہم ہر شعبے کے حاصل کردہ مجموعی قرضوں میں ان کا معینہ سرمایہ کاری کا حصہ کم ہوگیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پچھلے برس کی نسبت بجلی اور سڑکوں کے انفراسٹرکچر کے توسیعی منصوبے م س17ء میں کسی قدر محدود رہے۔ یہ ظاہر ہے کہ بجلی کے شعبے میں بعض طویل مدتی منصوبے بہت پیش رفت کرچکے ہیں اور انہیں جاری سرمائے کی زیادہ ضرورت ہے۔

**شکل 3.6: زمرہ وار صارفی مالکاری جولائی تا مارچ**

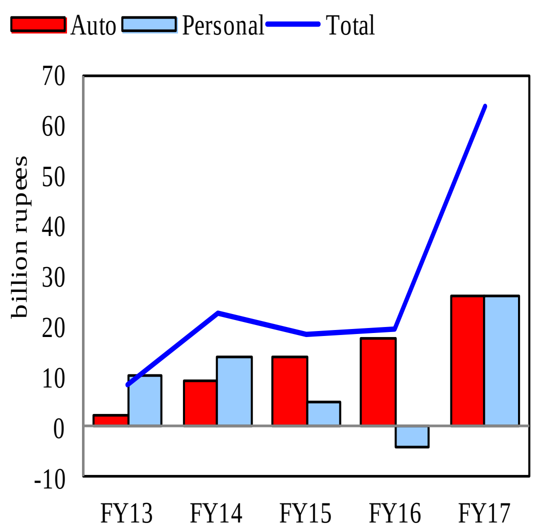


Data source: State Bank of Pakistan

[17] گذشتہ برس کے مقابلے میں ڈیری فارمز کے قرضوں کا حجم بہت بلند رہا۔ بازار میں حصہ بڑھانے کے لیے نئی متنوع مصنوعات معینہ سرمایہ کاری قرضے کی طلب کی وضاحت کرسکتی ہیں۔

دستیاب مال نامے کی وجہ سے کھاد کا شعبہ پیچھے رہا

پچھلے سال بلند ملکی پیداوار نیز درآمدات کی بنا پر کھاد کے شعبے نے خاصی مقدار میں جاری سرمائے کے قرضے لیے تھے جس سے م س 17ء کے دوران ملکی منڈی میں کھاد کی افراط رہی۔ نتیجتاً کھاد کے شعبے میں جولائی تا مارچ م س 17ء کے دوران مجموعی سرگرمیاں کافی کم رہیں اور اس مدت میں جاری سرمائے کے قرضوں کی خالص واپسی ہوئی۔

**جدول 3.3: صارف اشاریہ قیمت مہنگائی**
**(فیصد)**

| | مجموعی | غذائی اشیا | توانائی | غیر غذائی غیر توانائی | کرایہ مکان | غیر غذائی غیر توانائی (علاوہ کرایہ مکان) |
|---|---|---|---|---|---|---|
| **م س16ء** | | | | | | |
| پہلی سہ ماہی | 1.7 | 0.3 | -3.7 | 3.9 | 5.7 | 2.9 |
| دوسری سہ ماہی | 2.5 | 1.8 | -1.2 | 3.8 | 5.4 | 2.9 |
| تیسری سہ ماہی | 3.8 | 3.3 | 1.7 | 4.5 | 5.5 | 3.9 |
| جولائی تامارچ | 2.6 | 1.8 | -1.1 | 4.1 | 5.5 | 3.2 |
| **م س17ء** | | | | | | |
| پہلی سہ ماہی | 3.9 | 4.0 | -1.6 | 4.6 | 5.8 | 4.0 |
| دوسری سہ ماہی | 3.9 | 3.6 | -2.1 | 5.2 | 6.7 | 4.4 |
| تیسری سہ ماہی | 4.3 | 3.8 | 0.4 | 5.3 | 6.6 | 4.5 |
| جولائی تامارچ | 4.0 | 3.8 | -1.1 | 5.1 | 6.4 | 4.3 |

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات اور بینک دولت پاکستان

صارفی مالکاری میں تیزی آئی

صارفی مالکاری جو جولائی تا مارچ م س 14ء تا م س 16ء کے دوران پہلے ہی تیز تھی، م س 17ء کی اسی مدت کے دوران اس کا حجم تین گنا ہو گیا۔[18] قرضے کے بہاؤ میں جولائی تامارچ کے دوران مسلسل چار سال اضافے کی بنا پر گاڑیوں کی مالکاری کا سب سے بڑا حصہ رہا(**شکل 3.6**)۔ قرض گیری کی کم شرح کے علاوہ جن عوامل نے م س 17ء میں گاڑیوں کی مالکاری میں اضافہ کیا ان میں یہ شامل ہیں: ابھرتے ہوئے ٹرانسپورٹ کے کاروبار (جیسے آن لائن ٹیکسی سروسز) کی بنا پر صارفین کی بلند طلب اور کاروں کے نئے ماڈلز کا اجرا۔[19] ذاتی قرضوں میں بھی بھرپور مثبت تبدیلی دیکھی گئی اور جولائی تامارچ م س 17ء کے دوران 20 فیصد سے زائد کی نمو ہوئی۔

[18] جولائی تا مارچ مالی سال 14ء تا 16ء کے دوران صارفی مالکاری اوسطاً تقریباً 20 ارب روپے رہی لیکن جولائی تا مارچ مالی سال 17ء کے دوران یہ 63.9 ارب روپے تک جا پہنچی۔

[19] جولائی تا مارچ مالی سال 17ء کے دوران گاڑیوں کی صنعت نے نئے ماڈلز متعارف کرائے، بالخصوص سوزوکی (ویٹارا اور سیاز)، ٹویوٹا (فورچونر اور ہائی لکس ریوو) اور ہونڈا (سٹی، اکارڈ اور سوک)۔

### 3.5 مہنگائی

اوسط مہنگائی، جو م س 17ء کی پہلی دو سہ ماہیوں میں خاصی مستحکم تھی، تیسری سہ ماہی میں بڑھ کر 4.3 فیصد ہو گئی (**جدول 3.4**)۔ یہ اضافہ ان عوامل سے منسوب کیا جاسکتا ہے: (i) م س 17ء کی تیسری سہ ماہی میں حکومت کی جانب سے تیل کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافے کی ملکی قیمتوں کو (چار مواقع پر) منتقلی؛ (ii) ملکی طلب میں مسلسل اضافہ جیسا کہ غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی میں بتدریج اضافے سے ظاہر ہے؛ اور (iii) مذکورہ سہ ماہی میں کچھ اہم غذائی اشیا کی عالمی قیمتوں میں اضافے کا اثر۔ تاہم یہ امر اجاگر کرنا ضروری ہے کہ عالمی غیر توانائی مہنگائی کے مقابلے میں پاکستان میں غیر توانائی مہنگائی خاصی کم رہی ہے (**شکل 3.7**)۔[20]

م س 17ء کی تیسری سہ ماہی میں تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافہ جاری رہا، گو کہ مارچ 2017ء کے آخری دنوں میں کچھ اعتدال دیکھنے میں آیا۔ نتیجے کے طور پر تیسری سہ ماہی میں حکومت نے پٹرول اور ہائی اسپیڈ ڈیزل کی قیمتوں میں زیادہ بار اضافہ کیا جس کی بنا پر ایندھن کی قیمتوں میں 29 ماہ سے جاری سال بسال قیمتوں میں تقلیل (deflation) کا خاتمہ ہو گیا۔[21] مزید یہ کہ دسمبر 2016ء میں سی این جی کی قیمتوں کی ڈی ریگولیشن اس کی قیمتوں میں قدرے اضافے پر منتج ہوئی۔ علاوہ ازیں ایل پی جی

**شکل 3.7 : ملکی و عالمی غیر توانائی مہنگائی میں سال بسال تبدیلی**

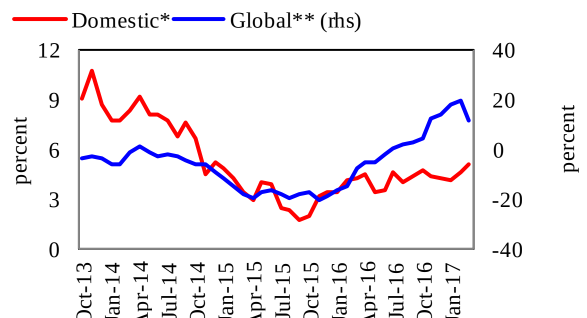


* CPI exluding energy component ;**IMF non-energy Index.
Data source: Pakistan Bureau of Statistics; State Bank of Pakistan; IMF

[20] قبل ازیں جولائی تا اکتوبر 2015ء میں پاکستان میں غیر توانائی مہنگائی عالمی سطح پر غیر توانائی ارزانی کے ہمراہ تیزی سے کم ہوئی۔

[21] وسط جنوری سے یکم مارچ کے دوران حکومت نے چار مواقع پر پیٹرول اور ایچ ایس ڈی کی قیمتوں میں اضافہ کیا، جو کہ مجموعی طور پر فی لٹر 6.7 اور 6.8 روپے ہے۔ مالی سال 17ء کی تیسری سہ ماہی میں سال بسال بنیاد پر پیٹرول، ایچ ایس ڈی اور سی این جی کی قیمتوں میں بالترتیب 0.9، 5.2 اور 1.8 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 16ء کی تیسری سہ ماہی میں ان قیمتوں میں 3.9، 7.9 اور 4 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔ دسمبر 2016ء میں سی این جی شعبے کے بے ضابطہ (بذریعہ وزارت پیٹرولیم و قدرتی وسائل کے اعلامیے نمبر CNG-7(9)/16-Price, dated December 16, 2016 ) ہو جانے کے بعد سی این جی کی قیمت میں دسمبر 2016ء اور مارچ 2017ء کے درمیان 2.05 روپے فی کلو کا اضافہ ہوا۔

کے ڈیلرز کو گھریلو صارفین کے لیے قیمتیں کم کرنے کی واضح ضوابطی ہدایات کے باوجود ایل پی جی کے نرخ بھی بلند رہے۔[22] نتیجے کے طور پر توانائی کی صارف اشاریہ قیمت میں، جو مسلسل نو سہ ماہیوں سے تقلیل کا مظاہرہ کررہی تھی، زیر جائزہ سہ ماہی کے دوران مہنگائی ریکارڈ کی گئی (**جدول 3.4**)۔

فرنس آئل کی قیمتوں میں تبدیلی کے باوجود توانائی کی صارف اشاریہ قیمت کے اندر بجلی کے نرخوں میں تبدیلی نہیں آئی (**شکل 3.8**)۔[23] اپریل 2016ء سے ملکی فرنس آئل کی قیمتیں بحال ہو گئیں لیکن صارفین کے لیے بجلی کے نرخوں میں تبدیلی نہیں آئی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ حکومت نے بڑے بجلی ساز اداروں کے لیے گیس کے نرخ کم کردیے۔[24] یہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ بجلی کی مجموعی پیداوار میں گیس سے پیدا ہونے والی بجلی کا حصہ مالی سال 17ء میں بڑھ کر 29 فیصد ہو گیا ہے۔

**شکل 3.8: فرنس آئل اور صارفین کے لیے بجلی کے نرخوں کا رجحان**

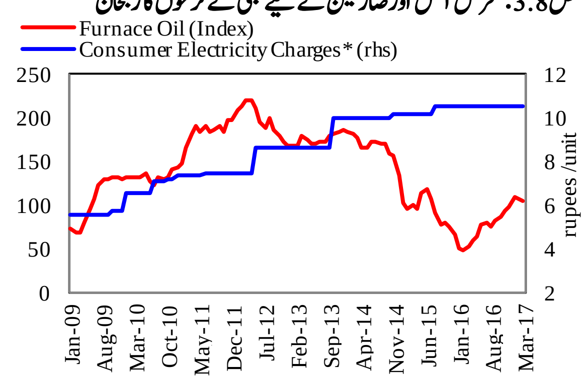


*Average of five different slabs
Data source: Pakistan bureau of statistics

بنیادی طور پر مکانات کے کرائے میں مسلسل اضافے کی بنا پر قوزی گرانی، غیر غذائی غیر توانائی، تھوڑی تھوڑی بڑھ رہی ہے۔[25] عام طور پر کرایہ مکان میں مستقل گرانی کا رجحان ہوتا ہے؛ شہری علاقوں میں باقاعدہ سہ ماہی سرویز کی بنیاد پر اس میں

---

[22] مالی سال 17ء کی تیسری سہ ماہی میں ایل پی جی کے 11.6 کلوگرام ایل پی جی سلینڈر کی قیمت میں 7.9 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 16ء کی تیسری سہ ماہی میں اس قیمت میں 22.6 فیصد کمی ہوئی تھی۔

[23] جولائی تا مارچ مالی سال 17ء میں فرنس آئل سے بجلی کی پیداوار 23011 گیگاواٹ آور رہی جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران مذکورہ پیداوار 21881 گیگاواٹ آور رہی تھی۔ مالی سال 16ء اور 17ء دونوں میں بجلی کی پیداوار میں فرنس آئل کا حصہ 30 فیصد رہا ہے۔

[24] حکومت نے 30 دسمبر 2016ء کو واپڈا، کے الیکٹرک اور آئی پی پیز کے لیے گیس کے نرخ روپے 613 فی ایم ایم بی ٹی یو سے کم کرکے 400 روپے فی ایم ایم بی ٹی یو کردیے (ماخذ: اوگرا کا اعلامیہ مورخہ 30 دسمبر 2016ء)۔

[25] مالی سال 17ء کی تیسری سہ ماہی میں مکانوں کے کرائے میں 6.6 فیصد جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران 5.5 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔

ہر سہ ماہی کے آغاز میں اضافہ کیا جاتا ہے (**شکل 3.9**)۔[26]

بہر کیف کرایہ مکان کے بغیر بھی غیر غذائی غیر توانائی میں تیزی آرہی ہے (**جدول 3.3**)۔ اس کی وجہ تعلیم اور صحت ہیں جن کے نرخوں میں م س 17ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران دوہندسی اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ تعلیم کی فیسوں میں اضافہ رواں مالی سال کے کافی شروع میں ہو گیا تھا یعنی دوسری سہ ماہی اور اس کے بعد، جس کے نتیجے میں تیسری سہ ماہی میں تعلیمی گروپ میں 11.2 فیصد مہنگائی ہوئی جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں 9.2 فیصد ہوئی تھی۔[27] اسی طرح صحت کی صارف اشاریہ قیمت زیر جائزہ سہ ماہی کے دوران 14.2 فیصد بڑھ گئی جبکہ م س 16ء کی تیسری سہ ماہی میں صرف 3.7 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر کئی دواساز فرموں کی جانب سے ادویات کی قیمتوں میں اضافے کی عکاسی کرتا ہے۔

**شکل 3.9 : کرایہ مکان کی گرانی کے لحاظ سے غیر غذائی غیر توانائی رجحان**

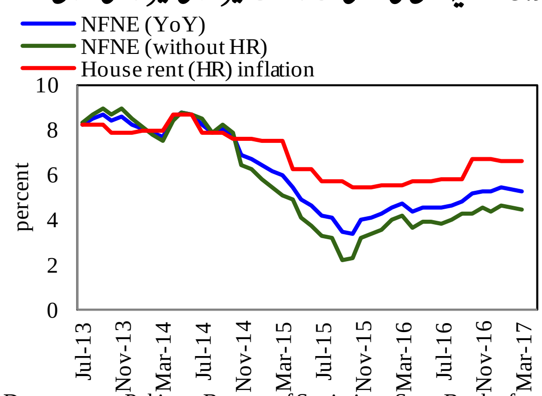


Data source: Pakistan Bureau of Statistics ; State Bank of Pakistan

اس دوران گذشتہ برس کے مقابلے میں م س 17ء کی تیسری سہ ماہی میں غذائی مہنگائی تھوڑی بڑھی (**جدول 3.4**)۔ خوردنی تیل، گھی اور چاول کی ملکی

[26] صارف اشاریہ قیمت (سی پی آئی) باسکٹ میں مکانوں کے کرائے کا حجم سب سے زیادہ 21.8 فیصد ہے۔ پاکستان دفتر شماریات شہری علاقوں میں مکانوں کے کرائے کے حوالے سے سہ ماہی بنیاد پر سروے کرتا ہے۔ منقولی شواہد کے مطابق درج ذیل عوامل مکان کے کرایوں میں مستقل اضافے کا سبب بن رہے ہیں: دیہی سے شہری علاقوں میں نقل مکانی میں اضافہ، مکانوں کی طلب و رسد میں فرق، تعمیراتی لاگت میں اضافہ، زمین / رئیل اسٹیٹ قیمتوں میں تیزی سے اضافہ اور عوام کی جانب سے رئیل اسٹیٹ شعبے میں سرمایہ کاری / بچت کا رجحان شامل ہیں۔

[27] مالی سال 16ء کی تیسری سہ ماہی کے برعکس جب نجی اسکولوں نے اپنی فیسوں پر نظر ثانی کی، موجودہ مالی سال 17ء کی دوسری سہ ماہی سے اسکولوں کی فیسوں میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا۔

قیمتیں م س 17ء کی تیسری سہ ماہی میں پام آئل اور چاول کی عالمی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے بڑھ گئیں۔ اس کے علاوہ اس سہ ماہی میں سال بسال بنیاد پر تلف پذیر غذائی اشیا کی قیمتیں بھی بلند رہیں۔[28] تجارتی ادائیگیوں پر سخت کنٹرول کے نفاذ اور مغربی سرحد پر طویل بندشوں کی بنا پر رسد کی دشواریاں اور نقل و حمل کی بڑھتی ہوئی لاگت تلف پذیر اشیا کی اس مہنگائی کی وضاحت کرنے والے عوامل ہیں۔[29]

منظر نامہ

تیل کی عالمی قیمتیں جو نومبر 2016ء اور مئی 2017ء کے درمیان 14.8 فیصد بڑھی تھیں[30] سال 2017ء میں 51.9 ڈالر سے 55 ڈالر فی بیرل تک کے لگ بھگ رہنے کی پیش گوئی ہے۔[31] جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا، حکومت نے جنوری 2017ء سے تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافہ صرف بتدریج (اور جزوی طور پر) منتقل کیا ہے، جو ایندھن کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے دور ثانی کے اثرات کو کم کرنے اور ملکی صارفین کی مہنگائی کی توقعات کو قابو میں رکھنے میں مددگار رہا ہے۔ تاہم آگے چل کر موٹر فیول کی صنعت میں حالیہ ضوابطی تبدیلیاں خردہ نرخوں میں اہم تبدیلیوں پر منتج ہو سکتی ہیں (باکس 3.1)۔ ان تبدیلیوں کے کچھ اثرات اہم غذائی اشیا جیسے گندم اور شکر کے کافی ذخیرے کی دستیابی کی بنا پر زائل ہو سکتے ہیں۔[32، 33] علاوہ ازیں شرح مبادلہ کا موجودہ استحکام بھی ملکی مہنگائی کو قابو میں رکھنے میں مددگار ہوگا۔ چنانچہ مجموعی طور پر اسٹیٹ بینک کو توقع ہے کہ مالی سال 18ء میں مہنگائی حکومت کے مقرر کردہ ہدف 6 فیصد کے اندر رہے گی۔

[28] مالی سال 17ء کی تیسری سہ ماہی میں تلف پذیر غذائی مہنگائی 8.9 فیصد بڑھی جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران یہ شرح صرف 0.7 فیصد رہی تھی۔

[29] مالی سال 17ء کی پہلی سہ ماہی میں تجارتی ضوابط اور مشرقی سرحد پر کشیدگی کے باعث تلف پذیر اشیا کی قیمتوں میں اضافہ ہوا تھا، اس کے مقابلے میں مالی سال 17ء کی تیسری سہ ماہی میں مغربی سرحد پر افغانستان کے ساتھ کشیدگی غذائی رسد میں تعطل کا سبب بنی۔ مغربی سرحد کی بندش / کشیدگی سے بھی پاکستان میں تاجروں کو بھاری نقصان ہوا۔ مزید برآں، مالی سال 17ء کی تیسری سہ ماہی میں پیٹرول اور ایچ ایس ڈی کی بلند قیمتیں (جیسا کہ رپورٹ کیا گیا) پھلوں اور سبزیوں کی نقل و حمل کی لاگت میں اضافے کا سبب بنیں، جس سے صارفی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔

[30] 30 نومبر 2016ء سے سعودی لائٹ کروڈ (سعودی خام تیل) کی قیمتیں 45 سے 55 ڈالر فی بیرل کے درمیان گردش کر رہی ہیں۔ 16 جون 2017ء کو اس کے سودے اوسطاً 45.1 ڈالر فی بیرل کی قیمت پر ہو رہے تھے۔

[31] ماخذ: آئی ایم ایف پیش گوئی مورخہ 29 مئی 2017ء اور عالمی بینک پیش گوئی مورخہ 26 اپریل 2017ء۔

[32] ملکی کھپت ہر سال تقریباً 24.5 ملین ٹن تک ہے، اس میں 1.2 ملین ٹن گندم اضافی ہوگی (تفصیلات کے لیے **باب دوم**، حقیقی شعبہ ملاحظہ کریں)۔ مزید برآں، مورخہ مارچ 2017ء کو پروکیورمنٹ ایجنسیوں کے پاس گندم کا ذخیرہ تقریباً 4.9 ملین میٹرک ٹن ہے، اس کے مقابلے میں مارچ 2016ء کو یہ ذخیرہ 4.6 ملین میٹرک ٹن تھا۔

[33] مالی سال 17ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران چینی کی قیمتوں میں 2.3 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران 13.4 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔

**باکس 3.1: ایندھن کی ملکی معیشت میں ساختی تبدیلیوں کے مضمرات**

پاکستان میں موٹر فیول کی منڈی ہمیشہ بہت زیادہ ضوابط کے ماتحت رہی ہے۔ اس صنعت کے دوسرے شعبوں پر دوررس اثرات کی بنا پر حکومت نہ صرف نرخوں کی نگرانی کرتی ہے بلکہ مصنوعات کے معیار کی بھی۔[34] چنانچہ موٹر فیول کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کو administered سمجھا جاتا ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عالمی حالات اور/یا ملکی طلب و رسد کا فرق اس شعبے میں مہنگائی پر صرف اس وقت اثر انداز ہوتا ہے جب حکومت اس اثر کو صارفین کی جانب منتقل کرے۔

موٹر فیول کا اشاریہ ملک کی صارف اشاریہ قیمت باسکٹ میں 3.03 فیصد کا قدرے کم وزن رکھتا ہے تاہم دور ثانی کے اثرات کی بنا پر مہنگائی پر اس کا حقیقی اثر زیادہ ہوتا ہے۔[35،36] پچھلے چند برسوں کے دوران اس اشاریے میں خاصی تقلیل دیکھی گئی ہے جو اتنی زیادہ ہے کہ مجموعی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کو نیچے لے آئی ہے۔[37] تاہم اس باکس میں مذکورہ صنعت میں حالیہ ضوابطی تبدیلیوں کو اجاگر کیا گیا ہے جو نرخوں کے ڈھانچے میں کچھ ردوبدل کا پیش خیمہ ہوسکتی ہیں۔

صارفین کو معیاری پریمیم ادا کرنے کی ضرورت پڑسکتی ہے

پاکستان میں نومبر 2016ء سے پڑول کا معیار RON87 سے بڑھا کر RON92 کر دیا گیا ہے۔((38))[38] صارفین کو اس اپ گریڈ سے فائدہ ہوگا جس میں گاڑیوں کے انجن کی بہتر کارکردگی اور کم 'ناکنگ' شامل ہیں، تاہم اس تبدیلی کی ایک بلند لاگت بھی ہے جو قیمتوں پر اضافے کے

[34] بہتر معیار کا موٹر ایندھن ماحولیاتی انحطاط اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کے اخراج میں کمی کا باعث بنتا ہے۔

[35] موٹر ایندھن کی قیمت میں اضافے کا سبب پیٹرول، سی این جی، ایچ ایس ڈی اور ایل پی جی کی قیمتیں بنتی ہیں۔

[36] سادہ لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ دورِ ثانی کا اثر اس وقت ہوتا ہے جب پیداوار کنندگان اور خدمات فراہم کنندگان ایندھن کی قیمتوں میں اضافے کو اپنی اشیا و خدمات میں شامل کردیں۔ صرف موٹر فیول اشاریہ میں ابتدائی طور پر اضافے کے علاوہ اس سے صارف اشاریہ قیمت پر مزید دباؤ پڑتا ہے۔

[37] مالی سال 14ء اور مالی سال 16ء میں موٹر فیول اشاریے میں مجموعی طور پر 23.8 فیصد کی تقلیل ہوئی، جبکہ مالی سال 17ء کی پہلی سہ ماہی میں سال بسال بنیاد پر 1.7 فیصد کا اضافہ ہوا۔

[38] پیٹرول کے معیار کی جانچ ریسرچ آکٹین نمبر (آر او این) کے ذریعے کی جاتی ہے، جس میں زائد نمبر بلند معیار کا مظہر ہوتا ہے۔ زیادہ تر ممالک کم از کم آر او این 92 معیار کا پیٹرول استعمال کررہے ہیں۔ بہتر معیار کے ایندھن کی فراہمی کے لیے حکومت نے مقامی ریفائنریز / او ایم سیز کو 2 سال کا وقت دیا تھا، تاکہ وہ اعلیٰ معیار کے پیٹرول کی پیداوار کے لیے منصوبہ بندی کرسکیں، تاہم مقامی پیداوار کنندگان نے اس اقدام کی مخالفت کی۔ بالآخر اگست 2016ء میں حکومت نے آر او این 92 درآمد کرنے کا فیصلہ کیا اور مذکورہ معیار کا پیٹرول نومبر 2016ء میں او ایم سیز پلیٹ فارم استعمال کرکے (ابتدائی طور پر بڑے شہروں میں) فراہم کیا۔

لیے دباؤ ڈال سکتی ہے۔ اپ گریڈ سے بڑھتی ہوئی لاگت کا خام اندازہ لگائیں تو رون 87 اور (مہنگے) رون 92 کی قیمت میں اوسط فرق نومبر تا اپریل م س17ء کے دوران لگ بھگ 0.1ڈالر فی لٹر تھا۔[39]

اپچ او بی سی اور سی این جی کی قیمتیں اب مارکیٹ کے مطابق ہوں گی

اینچ اوبی سی اور سی این جی کے نرخ بالترتیب نومبر اور دسمبر 2016ء میں ڈی ریگولیٹ کیے گئے۔ اس کے بعد ان کی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔[40] اینچ اوبی سی کے معاملے میں منقولی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب بالائی حدود ختم کی گئیں تو بعض فروخت کنندگان نے بہت زیادہ مارجن چارج کرنا شروع کر دیے۔ سی این جی میں ڈیلرز نے ڈی ریگولیشن کے بعد (وسط مئی 2017ء تک) چار مواقع پر قیمتیں بڑھائیں جس کا سبب اس مدت کے دوران خام مال—خصوصاً توانائی سے متعلق اشیا—کی لاگت میں اضافہ بتایا۔

نشانیہ کے مقابلے میں قیمتوں کا استرداد قابو میں رہا

عالمی سطح پر گیسولین کی قیمتوں کا رجحان معکوس ہوا ہے (**شکل 3.1.1**)۔ مثال کے طور پر سعودی عربین لائٹ آئل جو فروری 16ء میں 28.9 ڈالر فی بیرل پر فروخت ہو رہا تھا 30 نومبر 2016ء کو اوپیک کے پیداوار کم کرنے کے فقط دو دن بعد 51 ڈالر فی بیرل سے بھی تجاوز کر گیا۔[41] اس بدلے ہوئے منظر نامے میں بیشتر ممالک نے ایندھن کی ملکی قیمتیں بڑھا دیں۔ بعض، جیسے تائیوان اور آسٹریلیا، زیادہ مارکیٹ کے مطابق معلوم ہوئے جیسا کہ ان کی عالمی رجحانات کے مطابق قیمتوں میں ردوبدل سے ظاہر ہے۔ اس کے برعکس پاکستان کا ردعمل تیل کی زوال پذیر قیمتوں سے خاصا ہم آہنگ تھا تاہم بڑھتے ہوئے منظر نامے میں قیمتیں بڑھانے کی مزاحمت بہت نمایاں تھی۔ حال ہی میں حکومت نے کچھ اثر منتقل کرنا شروع کر دیا ہے لیکن اس کا سیاسی معیشت کا پہلو ہے: 2018ء میں عام انتخابات کی بنا پر قیمتیں آگے چل کر بڑھ سکتی ہیں لیکن غالباً

[39] ماخذ: بلومبرگ

[40] نومبر 2016ء میں ڈی ریگولیشن سے قبل پی ایس او کے اینچ اوبی سی کی اوسط قیمت 73.05 فی لٹر تھی، مئی تک یہ اوسط قیمت 81.41 فی لٹر (پی ایس او آلٹرون ایکس) ہو گئی۔ اسی طرح دسمبر 2016ء میں س این جی کی اوسط قیمت 69.8 روپے فی کلو تھی جو اپریل 2017ء میں بڑھ کر 72.05 روپے فی کلو ہو گئی۔

[41] سنگ میل کی حیثیت رکھنے والے اس معاہدے کے باعث 8 برسوں میں پہلی مرتبہ اوپیک نے پیداوار میں کمی کی۔ جنوری سے ہونے والی یہ پیداواری کمی تقریباً 1.2 ملین بیرل یومیہ تھی۔ یہاں تک کہ روس بھی جو اوپیک کا رکن نہیں ہے، اپنی یومیہ پیداوار میں 3 لاکھ بیرل کی کمی پر راضی ہو گیا۔

بہت تیزی سے نہیں بڑھیں گی۔ اس سے اس امر کی تشریح میں مدد ملتی ہے کہ پاکستان نے صرف بتدریج بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں کا اثر منتقل کیا ہے اور ابھی تک ان ممالک کی صف میں ہے جہاں اضافے کی کافی گنجائش موجود ہے۔[42]

**شکل3.1.1 : تیل کی بدلتی ہوئی قیمتوں کے منظر نامے میں اس کی ملکی قیمتوں پر منتقلی**

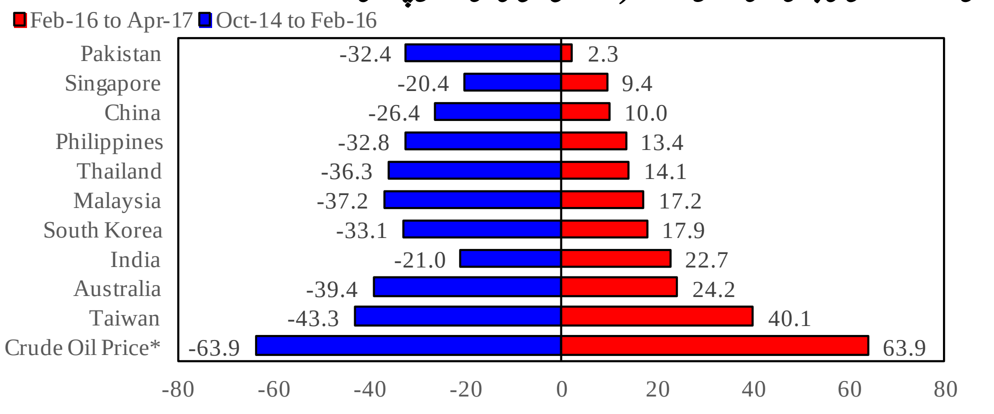


Data source: Bloomberg and www.globaloilprices.com

مضمرات

پاکستان میں منتقلی کی رفتار سے قطع نظر عالمی تیل کے رجحانات ملکی قیمتوں کو متاثر کرتے رہیں گے۔ اس تناظر میں عالمی منظر نامہ غیر یقینی ہے: آخر نومبر 2016ء میں اوپیک اور نان اوپیک ارکان کی جانب سے پیداوار میں کٹوتی پر اتفاق نے تیل کی قیمتوں کو عارضی طور پر (آخر فروری 2017ء تک) بڑھایا تاہم تھوڑی بہت بحالی دیگر عوامل کے علاوہ امریکی شیل اور بلند عالمی مال نامے میں اضافوں پر منحصر رہی۔ جوابی اقدام کے طور پر کئی اوپیک ارکان نے (25 مئی 2017ء کو منعقدہ اجلاس میں) مارچ 2018ء تک پیداوار میں کٹوتی کو توسیع دینے پر اتفاق کیا۔ تاہم اس اتفاق کا مطلوبہ اثر نہ ہو سکا کیونکہ اجلاس کے بعد جلد ہی قیمتیں گر کر 50 ڈالر (اوسطاً) ہو گئیں جبکہ اس سے قبل (اوسطاً) 52 ڈالر فی بیرل تھیں۔

[42] پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کے اعتبار سے پاکستان 170 ممالک میں سے 32ویں نمبر پر (پست ترین میں سے ایک) ہے۔
ماخذ: www.globalpetrolprices.com مورخہ 11 مئی 2017ء کے مطابق۔

تیل کی عالمی قیمتوں میں 25 مئی کے بعد کمی کے ساتھ ساتھ پاکستان میں حکومت نے جون 2017ء میں ایندھن کی ملکی قیمتوں میں کمی کا فیصلہ کیا۔[43] وسیع پیمانے پر دیکھا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ ملکی قیمتوں پر کوالٹی اپ گریڈ کا اثر ابھی تک عیاں نہیں ہوا۔ تاہم ایک نمایاں نتیجہ سامنے آچکا ہے: صاف شدہ پٹرول کی درآمد میں اضافہ۔[44] اس کی وجہ اعلیٰ معیار کی گیسولین پیدا کرنے میں مقامی ریفائنریز کی ناکافی استعداد ہے۔ یہ صورت حال مقامی ریفائنریز کے لیے نئی سرمایہ کاری اور ٹیکنالوجی اپ گریڈ کا تقاضا کرتی ہے کیونکہ صاف شدہ مصنوعات کی زیادہ مقدار میں درآمد طویل مدت میں ناپائیدار ہے اور مہنگائی کے دباؤ کو بڑھا سکتی ہے۔ اس دوران ہو سکتا ہے کہ پٹرول کی ملکی قیمتیں وسط مدت میں بتدریج بڑھائی جائیں تاکہ اپ گریڈ کی اضافی لاگت کو کسی حد تک پورا کیا جاسکے۔ بظاہر یہ لگتا ہے کہ اس اقدام کے لیے کچھ گنجائش موجود ہے چونکہ پاکستان میں منتقلی ابھی تک خام تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافے سے پیچھے چل رہی ہے (**شکل 3.1.1**)۔

[43] جون 2017ء میں حکومت نے پیٹرول اور ایچ ایس ڈی کی قیمتوں میں بالترتیب 1.2 روپے اور 1.6 روپے فی لٹر کی کمی کا اعلان کیا تھا۔

[44] مالی سال 14ء میں پیٹرول کی درآمد اور فروخت کا تناسب 56.7 فیصد تھا جو جولائی تا مارچ مالی سال 17ء میں بڑھ کر 75.3 فیصد ہو گیا۔